ڈاکٹر رشید امجد
پروفیسر و صدر شعبہ اردو،انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

پریم چند لاہوری: چند نئے حقائق

Dr. Rasheed Amjad
Professor,Head Department of Urdu,
International Islamic University, Islamabad

Prem Chand Lahori:Some New Facts

Munshi Prem Chand (Danpat Roy) is a famous name amongst urdu fiction writers. During the same era , a writer named Prem Chand Lahori was also writing urdu fiction. Though the names were same, Prem Chand Lahori remained unknown. In this article some new Facts are Presented in order to trigger the detailed study of Prem Chand Lahori.

''پریم چند لاہوری: منشی پریم چند کا ایک ہم عصر''، ''دریافت''(۱) میں شائع ہوا تو مجھے ''میرا کتب خانہ'' حضرو کے مالک راشد علی زئی نے حق نواز خان، پیرزئی کا ایک خط بھجوایا۔ لکھا تھا:

> آپ کا مقالہ ''پریم چند لاہوری: منشی پریم چند کا ایک ہم عصر'' شائع شدہ دریافت-۱۰ پڑھا۔ اس سلسلے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں ۱۹۴۷ء-۱۹۵۳ء میں گورنمنٹ کالج حضرو میں پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت سکول لائبریری میں لاہور سے شائع ہونے والے ایک رسالے ''پریم'' کے بہت سے شمارے موجود تھے۔ یہ بچوں کا رسالہ تھا اور اس میں پریم چند کے دلچسپ مضامین ہوتے تھے۔ پتا نہیں اس کا ایڈیٹر کون تھا...اگر آپ کسی لائبریری سے ''پریم'' کی کوئی فائل حاصل کرلیں تو پریم چند کے متعلق مزید معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔(۲)

اسی دوران پروفیسر سعید احمد نے فیصل آباد سے مجھے فون کیا کہ ان کے پاس ''دیوان حالی'' کا ایک نسخہ ہے جسے پریم چند لاہوری نے مرتّب کیا ہے۔ میری درخواست پر انہوں نے یہ نسخہ مجھے بھیج دیا اور لکھا:

> یہ دیوان مجھے ایک کہنہ فروش سے ملا تھا۔ دیوان کے اندر پہلے صفحے پر ایک نام اقبال سنگھ لکھا ہوا ہے۔ یہ نام بھی

توجہ طلب ہے۔ کیا یہ وہی طالب علم ہے جو بعد ازاں مشہور اقبال شناس کے طور پر منظرِ عام پر آئے۔ (۳)

اسی ''دیوان حالی'' کے پہلے صفحے پر درج ہے:

دیوان حالؔی

مصنفہ

شمس العلماء خواجہ الطاف حسین صاحب حالی

جس میں

سوانحیات تنقید شاعری، خلاصہ مقدمہ شعر و شاعری لغات

اور

متفرق اشعار کی شرح شامل ہے

اثر خامہ

فطرت نگار پریم چند

پبلشرز: دوآبہ ہاؤس موہن لال روڈ لاہور

سرورق انگریزی زبان میں ہے۔ سرورق کا کارڈ ہلکے سبز رنگ کا ہے۔ اس پر درج ہے:

DIWAN HALI

BY

PREM CHAND

DH

LHR

''ابتدائی کلمات'' کے عنوان سے ناشر نے دو صفحے لکھے ہیں:

> زیرِ نظر ایڈیشن میں آپ کافی جدت پائیں گے اور دیکھیں گے کہ خواجہ کی ادبی حیثیت کیا ہے۔ اور شاعری کو فطرت کے رنگ میں شرابور کرنے میں اسے کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ شعر و شاعری پر لکھا ہوا مقدمہ کس قدر روح فرسا انقلاب بپا کرنے میں معاون ثابت ہوا۔ اور کس طرح اُردو کے آدم ولی سے لے کر میر تقی میر، انشا اور غالب کی تیار کردہ شاہراہ کو منتہائے کمال تک پہنچا دیا۔ (۴)

اس کے بعد پریم کا آٹھ صفحات کا دیباچہ ہے۔ اسے تعارف نامہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ عنوان ہے، ''شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی''۔ ابتداء میں حالی کی سوانح ہے، جس کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے:

> جدید اُردو شاعری کے آدم خواجہ حالی (۱۸۳۷ء) ہندوستان کی جنگ آزما سرزمین پانی پت میں خواجہ ایزد بخش

کے نورِنظر بن کر ملکِ عدم سے عالمِ وجود میں رونق افروز ہوئے۔ (۵)

اس جملے سے پریم چند لاہوری کے اُسلوب اور جملہ سازی کے فن کے ساتھ ساتھ حالی کے بارے میں ان کے عقیدت پسندانہ جذبوں کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ڈھائی صفحات کی سوانح کے بعد ''تنقید کلام'' کے ذیلی عنوان سے حالی کی شاعری کا ذکر ہے۔اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے:

> خواجہ حالی کی شاعری داخلی، خارجی اور فنّی اعتبار سے انقلابی شاعری ہے۔حالی بڑا حقیقت نگار تھا۔دیوانگی، رندی، نادانی، فقر، ذلت اور رسوائی جس کی مدح قدما سے ہوتی آئی تھی، اُسے مردود قرار دینا اور فطری اصلاح اور توصیفی جذبات کو اُبھارنا اُس کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ (۶)

یہ چند سطریں پریم چند لاہوری کے تنقیدی نظریات کا اظہار بھی کرتی ہیں کہ وہ جدید اصلاح کی اُس تحریک کے حامی تھے جو سرسیّد گروپ کے حوالے سے اُردو نظم ونثر میں کی گئی تھیں۔تقریباً پانچ صفحات کی اس تنقید میں جو تقریظاتی تعریف کی ہے، جابجا حالی کے اشعار کی مثالیں دی گئی ہیں، مثلاً:

> دنیا کی بے ثباتی پر ہزاروں شعر کہے گئے، لیکن خواجہ کے اندازِ خاص کی خوبی تو دیکھئے۔کہتے ہیں:
>
> کبک وقمری میں ہے جھگڑا کہ چمن کس کا ہے
> کل بتادے گی خزاں کہ یہ وطن کس کا ہے (۷)

پریم چند لاہوری غالب کے مداح تو تھے ہی، اس کا اندازہ ان کی شرح غالب سے ہو جاتا ہے۔حالی کا ذکر کرتے ہوئے وہ غالب کو نہیں بھولتے۔

مرزا غالب کی سی سادگی اور روانی کی لچک تو دیکھئے:

درد دل کو دوا سے کیا مطلب
کیمیا کو طلا سے کیا مطلب
بادشاہی ہے نفس کی تسخیر
ظل بال ھما سے کیا مطلب (۸)

شعر کی ابتداء میں غالب کے بارے میں جو جملہ ہے اس سے ان کی غالب شناسی اور غالب پسندی کا اظہار ہوتا ہے۔اس مقدمے یا تعارف نامے کا اختتام ان سطروں میں ہوتا ہے:

> خواجہ حالی کی زندگی اور شاعری سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ریا وتصنع سے دور، سچے دل کے آدمی تھے۔درد و واقفیت ان کی ممتاز ترین خصوصیت تھی۔ان کی اصلاحی نکتہ آفرینیاں اور مصائب ملّی کا شیون روح کو بلند اور قوتِ عمل کو اُبھارنے والا والا تھا (والا دو دفعہ درج ہے)۔اور یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ آنے والی نسلیں خواجہ حالی کے احسانات کو یاد کر کے سر دُھنیں گی اور باوجود تجسّس کے اس کا جواب حاصل کرنے سے معذور رہیں

گی۔(۹)

دوسطروں کی خالی جگہ کے بعد درج ہے:

پریم چند ——————— پریم سدن لاہور

اس دیوان کے سرورق پر پریم چند اور تعارف نامے کے آخر میں بھی ''پریم چند'' لکھا گیا ہے لیکن اندر کے پہلے صفحے پر ''فطرت نگار پریم چند'' درج ہے۔

دیباچے/مقدمے یا تعارف نامے کے بعد ''مقدمہ شعروشاعری'' کا خلاصہ لکھا گیا ہے۔اس کا نام ہے:

(خلاصہ) مقدمہ شعروشاعری

گیارہ صفحات کا یہ خلاصہ بغیر کسی تمہید کے ہے، یعنی براہِ راست مقدمہ شعروشاعری کا خلاصہ کر دیا گیا ہے۔ان گیارہ صفحات میں مقدمہ کے تمام اہم مباحث کمال خوبی سے سمٹ آئے ہیں۔آخر میں الطاف حسین حالی کا نام درج ہے اور نیچے حاشیہ میں یہ عبارت ہے:

> گیلانی الیکٹرک پریس، ہسپتال روڈ، لاہور میں باہتمام ضمیر احمد خاں پرنٹر چھپی اور پریم چند پبلشر نے دوابہ ہاؤس سے موہن لال روڈ سے شائع کی۔(۱۰)

اس پرنٹ لائن سے معلوم ہوا کہ ''پریم چند پبلشر'' نام کا کوئی ادارہ تھا اور دوآبہ ہاؤس شائد تقسیم کار رہو۔

صفحہ نمبر ۲۵ سے ''دیوان حالی'' شروع ہوتا ہے۔ابتداء میں حالی کا دیباچہ ہے جو گیارہ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے بعد صفحہ نمبر ۳۶ سے دیوان شروع ہو کر صفحہ نمبر ۲۱۲ پر ختم ہوتا ہے۔صفحہ نمبر ۲۱۳ پر ''قطعات تاریخ اور تاریخی جملے'' کا عنوان ہے، جو یوں ہے:

قطعات تاریخ اور تاریخی جملے

مقتبس از قرآن مجید

پہلا جملہ یہ ہے، ''خواجہ حالی اپنے خود شائع کردہ دیوان میں تحریر فرماتے ہیں کہ''......اس کے بعد حالی کی تحریر ہے، جو یوں شروع ہوتی ہے:

> راقم کوئی الواقع مادہ تاریخ نکالنے کا ڈھب نہیں ہے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پیش آئی ہے تو نہایت دِقت سے اکثر تخرجہ یا تعمیہ کے ساتھ اور کبھی حسنِ اتفاق سے بغیر اس کے بھی تاریخ سرانجام ہوئی ہے۔(۱۱)

ان تواریخ وفات میں غالب، محمد ابراہیم (جوانمرگ طالب علی بی اے کلاس، دہلی کالج)، سیّد خواجہ ناصر وزیر مرحوم دہلوی، تاریخ طبع جغرافیہ بیمثال مؤلفہ خواجہ سیّد شہاب الدین صاحب دہلوی، تاریخ بہ پایاں رسیدن بنائے سیّد مہربان علی مرحوم رئیس گلاؤٹھی در بلند شہر، تاریخ اورنگ نشینی حضور آصف جاہ نظام الملک، تاریخ تالیف قواعد اُردو مؤلفہ خواجہ شہاب الدین صاحب دہلوی، تاریخ رحلت نواب ضیا الدین احمد خان مرحوم دہلوی، تاریخ طبعی دیوان منشی اقبال حسین صاحب متخلص بہ

عاشق، تاریخ بنائے چاہ درمحوطۂ مدرسہ العلوم مسلمانان واقع علی گڑھ بحساب سال بعثت خاتم النبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم بمن سعی جناب آنریبل سرسیّد احمد خان بہادر، تاریخ طبع ترجمہ تاریخ دربار قیصری بحساب سال عیسوی اور تاریخ بنائے مہماں سردار موضع مون واقع پنجاب بحساب سال عیسوی شامل ہیں۔ان تواریخ میں اشعار کی تعداد یوں ہے:

غالب (آٹھ اشعار)

محمد ابراہیم (دو)

سیّد خواجہ ناصر (تین)

طبع جغرافیہ (پانچ)

بہ پایاں رسیدن بنائے سیّد مہربان علی (پانچ)

اورنگ نشینی حضور آصف جاہ (دو)

تاریخ تالیف قواعد اُردو (چھے)

تاریخ رحلت نواب ضیاالدین (دو)

تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین (اٹھارہ)

تاریخ بنائے چاہ (چار)

تاریخ طبع ترجمہ (چار)

تاریخ بنائے مہماں (دو)

اس کے بعد ''تاریخی جملے مقتبس از قرآن مجید'' کے عنوان تلے:

تاریخ وفات عقراں مآب نواب محمد مصطفیٰ خاں مرحوم دہلوی رئیس جہانگیر آباد، متخلص بہ حسرتی وشیفتہ

(آٹھ نثری سطریں)

تاریخ وفات نواب محمد نقشبند خاں مرحوم ولد اوسط نواب محمد مصطفیٰ خاں مرحوم، رئیس جہانگیر آباد

(دس نثری سطریں)

تاریخ بنائے آئینہ خانہ در ریاست گاہ بہاولپور

(پندرہ نثری سطریں)

تاریخ ولادت فرزند درحرم سرائے نواب آسمان جاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی

(پندرہ نثری سطریں)

تاریخ وفات مہین برادر خواجہ حالی جناب خواجہ امداد حسین مرحوم متخلص بہ مظہر

(آٹھ نثری سطریں)

ہر تاریخ کا آغاز قرآن مجید کی کسی آیت سے ہوتا ہے۔

اس کے بعد شعری تواریخ ہیں۔ پریم چند لاہوری نے ان کے آغاز میں لکھا ہے:

> چونکہ خواجہ حالی کے برادرِ مرحوم کی بہت سی تاریخوں میں سے یہ چند قطعے باقی رہ گئے تھے اور ان کی اشاعت کے لیے کوئی اور موقعہ نہ تھا اس لیے خواجہ حالی نے بطور یادان کو بھی اپنے دیوان میں شامل کر لیا۔ (۱۲)

ان میں قطعات تاریخ از نتائج جناب خواجہ امداد حسین مرحوم متخلص بہ مظہر (چھے اشعار) کے بعد تاریخ وفات حافظ سعد اکبر مرحوم بانیِ مدرسہ اسلامیہ پانی پت (پانچ اشعار)، تاریخ اورنگ نشینی حضور نواب آصف جاہ نظام الملک میر محبوب علی خاں بہادر دام اقبالہٗ فرمانروائے دکن (چار اشعار)، تاریخ ولادت فرزندِ ارجمند در کاشانہ اقبال حضور نظام دام اقبالہٗ (دو اشعار)، تاریخ مدار المہامی نواب میر لائق علی خاں مرحوم در سرکار عالی (چھے اشعار) اور تاریخ بنا و مرمت مسجد مولانا حاجی ابراہیم حسین صاحب انصاری اثنا عشری پانی پتی دام ظلہم العالی (دو اشعار) درج ہے۔

پریم چند لاہوری یا فطرت نگار پریم چند اپنے دَور کے پڑھے لکھے اور باشعور نقاد تھے۔ ان کی نظر نہ صرف اپنے عہد کے فکشن پر، بلکہ شاعری اور تنقید پر بھی تھی۔ ان کے تراجم اعلیٰ درجے کے ہیں۔ شرح غالب اور ترتیب دیوان حالی ان کا تنقیدی سرمایا ہے۔ ان دونوں کتابوں پر درج حاشیوں میں ان کی آراء اپنے دور کی تنقید کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ تخلیق کار کی حیثیت سے ان کے افسانے اپنے سماجی شعور کے غماز ہیں۔ نقطۂ نظر کے حوالے سے وہ ترقی پسند ادیب تھے۔ اچھے مدیر بھی تھے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ادب کے ساتھ اُن کا تعلق ہمہ وقت تھا۔ یو پی کے بڑے ادبی ماحول سے دور لاہور میں ان کا وجودِ اس دبستان کی ابتدائی آب یاری کر رہا تھا جو بعد میں اُردو کا سب سے بڑا اور اہم دبستان بنا۔ ان کی بہت سی تخلیقات ابھی مستور ہیں، خود اُن کی اپنی زندگی کے بارے میں بھی کوئی تفصیل نہیں۔ ''دریافت'' میں میرے پہلے مضمون کی اشاعت کے بعد کئی لوگ اس طرف متوجہ ہوئے اور مجھے کچھ مواد مل گیا۔ اس تازہ مضمون کے بعد یقیناً ان کی مزید تحریروں اور اُن کے حالاتِ زندگی تک رسائی ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ دریافت، شمارہ ۱۰، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء

۲۔ حق نواز خان کا خط بنام راقم، بتاریخ ۲۶ رمئی ۲۰۱۱ء

۳۔ سعید احمد، لیکچرار اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد کا خط بنام راقم، بتاریخ ۲ رجون ۲۰۱۱ء

۴۔ ابتدائی کلمات از ناشر مشمولہ دیوان حالی، مرتبہ فطرت نگار پریم چند، ص ۳

۵۔ سوانحی خاکہ از فطرت نگار پریم چند، مشمولہ دیوان حالی، مرتبہ پریم چند، ص ۵

۶۔ تنقیدِ کلام حالی از فطرت نگار پریم چند، مشمولہ دیوان حالی، مرتّبہ پریم چند، ص ۷

۷۔ ایضاً، ص ۱۰

۸۔ ایضاً، ص ۱۱

۹۔ ایضاً، ص ۱۲

۱۰۔ دیوان حالی، مرتّبہ پریم چند، ص ۲۴

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۱۳

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۲